22

اپنی دوستیاں خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول کے ماتحت رکھو

(فرمودہ ۲۶- جون ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن چند قسم کے آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہو گا اور ان آدمیوں میں سے ایک وہ دو شخص ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں گے۔[1] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے ان لوگوں کو جو ابتدائی زمانہ میں بیعت کرتے تھے حِبِّیْ فِی اللّٰہِ لکھا کرتے تھے۔ اس میں اسی بات کی طرف اشارہ ہوتا تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ سے تعلق پیدا کیا ہے اور قیامت کے روز آپ اللہ تعالیٰ کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ لیکن جہاں دوستی اور محبت ایسی اعلیٰ چیز ہے کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے سایہ کا مستحق بنا دیتی ہے وہاں میں دیکھتا ہوں یہی بعض اوقات تباہی اور بربادی کا موجب بھی ہو جایا کرتی ہے۔ میرا روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور قریباً ہر روز کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ میرے سامنے آجاتا ہے کہ ایک شخص اچھا نیک دیندار و مخلص ہوتا ہے مگر ابھی ایسے اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہو۔ وہ اپنی ذات میں خوبیاں رکھتا ہے مگر کسی دوست یا رشتہ دار کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر کہیں کا کہیں جا نکلتا ہے۔ اس کے اندر اپنی ذات میں تباہی کے سامان نہ تھے مگر اس کے دوست نے اسے تباہ کر دیا۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ایسی دوستی کسی مصرف کی ہو سکتی ہے جو کسی کو بچانا تو الگ رہا خود کو بھی تباہ کر دے۔ دوستی کے معنی یہ ہیں کہ ایک انسان دوسرے دوست کے کام آئے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کی عارضی تکلیف کو دائمی تکلیف پر مقدم کر دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کا ریچھ سے دوستانہ

تھا۔ اس نے اسے پالا تھا یا کسی مصیبت کے وقت اس پر احسان کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ یہ گویا ایک حکایت ہے جو حقیقت بیان کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ اگرچہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی ریچھ وغیرہ جانوروں کو پال کر اپنے ساتھ ہلا لیتا ہے۔ مگر جب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی حکایت روایت کرتا ہوں تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت بیان کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تا دشمن یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ ایسے بے وقوف لوگ ہیں کہ سمجھتے ہیں ریچھ انسانوں کے پاس آکر بیٹھتے ہیں۔ یہ پرانی حکایتیں سبق حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور ان سے مراد ایسے خصائل رکھنے والے انسان ہوتے ہیں۔ مثلاً پرانی حکایتوں میں بادشاہ کے دربار کو شیر کا دربار اور اس کے امراء و وزراء کو دوسرے جانوروں کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا اور اس طرح وہ بادشاہ بھی جس کے متعلق بات ہوتی نہایت مزے لے لے کر پڑھتا۔ خیر تو ریچھ اس آدمی کا دوست تھا اور اس کے پاس آتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ بیمار پڑی تھی اور وہ پاس بیٹھا پنکھا ہلا رہا اور مکھیاں اُڑا رہا تھا۔ اتفاقاً اسے کسی ضرورت کے لئے باہر جانا پڑا اور اس نے ریچھ کو اشارہ کیا کہ تم ذرا مکھیاں اُڑاؤ میں باہر ہو آؤں۔ ریچھ نے اخلاص سے یہ کام شروع تو کر دیا مگر انسان اور حیوان کے ہاتھ میں فرق ہوتا ہے۔ اور حیوان ایسی آسانی سے ہاتھ نہیں ہلا سکتا جتنی آسانی سے انسان ہلا سکتا ہے۔ وہ مکھی اُڑائے لیکن وہ پھر آبیٹھے پھر اُڑائے پھر آبیٹھے۔ اس نے خیال کیا مکھی کا بار بار آکر بیٹھنا میرے دوست کی ماں کی طبیعت پر بہت گراں گذرتا ہوگا۔ چنانچہ اس کا علاج کرنے کے لئے اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اسے دے مارا تا مکھی مر جائے۔ مکھی تو مر گئی مگر ساتھ ہی اس کے دوست کی ماں بھی چلی گئی۔ یہ ایک مثال ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض نادان کسی سے دوستی کرتے ہیں مگر دوستی کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ وہ بعض دفعہ خیر خواہی کرتے ہیں مگر ہوتی دراصل تباہی ہے۔ اگر اپنے دوست کے سچے خیر خواہ ہوتے تو بے ایمانی کی طرف نہ لے جاتے بلکہ اگر اسے اس طرف مائل بھی دیکھتے تو اسے روکتے۔ رسول کریم ﷺ نے دوستی کا نقشہ کیا خوب کھینچا ہے۔ فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے کیا ہم ظالم کی مدد بھی کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا جب تُو ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکے تو تُو اس کی مدد کرتا ہے[۲] گویا فرمایا اصل مدد کے معنی یہ نہیں کہ کسی کی منشاء کے مطابق چلتے جاؤ بلکہ یہ ہیں کہ اس کے فائدہ کے لئے اس کے خلاف بھی چلنا پڑے تو چلو اور بجائے اس کے کہ اس کے ساتھ مل کر

ظلم کرو. اسے بھی اس سے روکو- اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اسے تباہ کرتے ہو- پس صحیح دوستی وہی ہے جو سمجھ اور عقل سے ہو- اگر انسان دیکھے کہ اس کا دوست فتنہ و فساد اور منافقت کی راہوں پر چلتا ہے تو اس کا فرض ہے اس سے اسے روکے مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ کئی ایک ایسے لوگ ہیں کہ اگر انہیں شیطان سے دوستی کا موقع نہ ملتا تو ایسی حالت میں مرتے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے لمبے ہاتھ کرکے ان کا استقبال کرتے بعض دوستوں کی پچ کے لئے تباہ ہو گئے- ایک شخص کا کسی سے جھگڑا ہوا اس کے ایک دوست نے ناحق دوستی ادا کرنے کے دھوکا میں اس جھگڑے میں خوب حصہ لیا- وہ پہلا شخص تو اپنی فطرتی نیکی کی وجہ سے توبہ کرکے پھر اپنی جگہ پر آگیا مگر وہ دوست جس نے اس کی خاطر اس میں حصہ لیا تھا مرتد ہو گیا-

پس یاد رکھو دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں وہاں بعض اوقات تباہی و بربادی کا موجب بھی ہو جاتی ہیں اس لئے دوستوں کو ہمیشہ چاہئے کہ اس بات کا خیال رکھیں کہ دوستی تقویٰ اور سلسلہ کی خدمات کا موجب ہو نہ کہ راہ حق و صداقت سے دور لے جانے کا باعث- انسان بعض اوقات دوست کی حمایت کرکے نقصان اٹھالیتا ہے اور کبھی دوست اسے تباہ کر دیتا ہے- انسان کی دوستی ایک عارضی شے ہے اصل دوستی اللہ تعالیٰ سے ہی ہے- وہ بے شک ہمارا خالق ہے اور ہم اس کی مخلوق ہیں- لیکن جب وہ خود فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کا ولی ہے تو جو انعام اس نے خود ہمیں دیا ہے باوجودیکہ ہم اس کے مستحق نہیں مگر اس کی عنایت کو ہم رد بھی نہیں کر سکتے پس یہ خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کو دیا گیا ہے- یہ اس لئے فرمایا کہ اسلام نے دوستی پر اتنا زور دیا ہے کہ ممکن تھا بعض لوگ اسی کی وجہ سے تباہ ہو جاتے اس لئے اس کی صراحت کر دی کہ مومنوں کا اصل دوست اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہئے- الیکشن وغیرہ کے موقع پر بعض لوگ لکھتے ہیں ہم اپنے فلاں دوست کو ووٹ دینے کا وعدہ کر چکے ہیں اب اس وعدے کو کیسے توڑ سکتے ہیں- میں ہمیشہ ایسے لوگوں کو یہی جواب لکھوایا کرتا ہوں کہ تمہاری اصل دوستی اللہ تعالیٰ سے ہے- انبیاء کی جماعت حِزْبُ اللّٰہِ ہوتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد کرتا ہے وہ گویا اس جماعت سے کرتا ہے- اور جس طرح ایک شخص اگر کسی کا دوست ہو تو اس کے بیوی' بچوں' بھائی' بہنوں' ماں باپ سب سے ہی وہ خیر خواہی کرتا ہے- اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی کرتا ہے وہ اس کے حِزْب سے بھی کرتا ہے- پس جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں مومن ہوں اس کا پہلا عہد اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اور اس عہد کی موجودگی میں وہ کسی اور سے عہد کر ہی

نہیں سکتا- میری اگر ایک چیز ہے اور میں اسے دینے کا وعدہ ایک شخص سے کرچکا ہوں تو دو گھنٹہ بعد اگر کسی اور کو دینے کا وعدہ کرلوں اور پھر کہوں کہ میں اسے کیسے توڑ دوں تو یہ نامعقول بات ہے- دوسرا وعدہ تو وعدہ ہو ہی نہیں سکتا جب کسی اور کو دینے کا وعدہ پہلے کیا جاچکا ہے- اسی طرح اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کو سارے حقوق دے دیتا ہے تو اس کے باقی تمام وعدے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جائیں گے- اور اگر وہ پہلے عہد کے خلاف کوئی بات کرتا ہے تو وہ معاہدہ کہلا ہی نہیں سکتا- اصل دوستی مومن کی اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے باقی باتیں سب اس کے تابع ہیں اور انہیں اس پر قربان کیا جاسکتا ہے- اللہ تعالیٰ کی دوستی یہ نہیں کہ وہ خود دنیا میں آئے اور انسان سے تعلق پیدا کرے اس کی دوستی یہی ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ جو جماعت کی اصلاح کا کام کرتے ہیں وہ خواہ نبی ہوں یا غیر نبی' خلیفہ ہوں یا غیر خلیفہ 'مامور ہوں یا غیر مامور ان سے دوستی کی جائے- ایک جگہ اگر ایک شخص کی کوشش سے چند ایک لوگوں کو ہدایت ہو جاتی ہے تو گو وہ نہ خلیفہ ہے اور نہ پریذیڈنٹ یا سیکرٹری مگر اس جگہ وہ خدا کا نمائندہ ہے بلکہ جہاں کوئی مومن نہ ہو وہاں غریب اللہ تعالیٰ کا دوست ہے- چنانچہ بائبل میں لکھا ہے

"پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعونو! میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے- کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا- پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا- پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا- ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا- بیمار اور قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی- تب وہ اسے جواب میں کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی- اس وقت وہ ان سے جواب میں کہے گا- میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے ان سب چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا اس لئے میرے ساتھ نہ کیا- اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے- مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی-"[3]

تو جس جگہ ایمان کا سوال نہ ہو وہاں غریب ہی خدا کا دوست ہوتا ہے اور اسی سے تعلق خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے- پس مومنوں کو چاہئے کہ اپنی دوستیوں کو کسی اصول کے ماتحت رکھا کریں اس کے بغیر دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہے اور ایسا شخص قیامت کے دن کہے گا کاش! یہ میرا دوست نہ ہوتا- تا نہ مجھے تباہ کرتا اور نہ خود تباہ ہوتا-

(الفضل ۲- جولائی ۱۹۳۱ء)

۱؎ بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس

۲؎ بخاری ابواب المظالم والقصاص باب اعن اخاک ظالما او مظلوما

۳؎ متی باب ۲۵ آیت ۴۱ تا ۴۵ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء